علم اور فکر کے مطابق اس تحریک کے بعض متاخر علمبرداروں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور چونکہ مولانا تقریر و تحریر پر اور بعض اوقات اپنے جذبات پر بھی قدرت نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کے قلم سے کبھی کبھی ایسے الفاظ نکل جاتے تھے جو ان کے دل کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ علمائے صادق پور پر زیدیت اور شیعیت کا الزام اور دہلی کی سلطنت کے مضبوط بنانے کو تحریک کا مقصد بتانا یہ سب اسی قبیل کی چیزیں ہیں جو قصور بیان سے پیدا ہوئی ہیں۔ بہر حال اگرچہ نفسِ تحریک کی اہمیت اور اس کی وسعت و اثر کے اعتبار سے جیسا کہ مصنف نے خود بھی اعتراف کیا ہے۔ یہ کتاب اب بھی تشنہ ہے۔ تاہم بڑی محنت اور سلیقہ سے مرتب کی گئی ہے۔ جملہ جملہ اور فقرہ فقرہ سے مصنف کا اسلامی درد اور سوز و گداز ٹپک رہا ہے اس کا مطالعہ دینی اور علمی دونوں حیثیتوں سے بہت مفید اور سرمایۂ عبرت و بصیرت ہوگا۔ لیکن املا اور کتابت و طباعت کی غلطیاں بے شمار ہیں جنھوں نے کتاب کو داغدار بنا دیا ہے۔

فکرِ جمیل | از جناب سید جمیل واسطی صاحب تقطیع خورد ضخامت ۱۲۸ صفحات کتابت و طباعت بہتر قیمت درج نہیں پتہ:۔ بشیر احمد صاحب اینڈ سنز جونا مارکیٹ کراچی۔

پروفیسر سید جمیل صاحب واسطی ایم اے (کینٹب) سے قارئینِ برہان خوب واقف ہیں۔ موصوف جس طرح انگریزی اور اردو دونوں کے فاضل اور ادیب ہیں اردو زبان کے شاعر شیوا بیان بھی ہیں۔ آپ کی غزلیں اور نظمیں پنجاب کے وقیع ادبی رسالوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں۔ یہ کتاب موصوف کے ہی منظوم کلام کا مجموعہ ہے جو اگرچہ مختصر ہے لیکن معنوی اعتبار سے اس کے بلند اور معیاری ہونے میں شبہ نہیں۔ شاعر پر قنوطیت اور حزن و الم کا غلبہ معلوم ہوتا ہے لیکن ان کی یہ غم پسندی میدان سعی و کوشش میں تگ و دو کرنے سے باز نہیں رکھتی۔ اُن کے اشعار میں عمیق تفکر، بلند تخیل، کیفیاتِ انسانی کا تجزیہ۔ احساساتِ دلی کا اثر آفریں پیرایۂ بیان یہ سب اوصاف پائے جاتے ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ فکرِ جمیل صوری اور معنوی دونوں حیثیتوں سے آج کل کی ترقی پسند شاعری کی گندگیوں سے محفوظ ہے۔ پیش لفظ سر شیخ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے جس میں انھوں نے شاعر کو دل کھولکر داد دی ہے امید ہے ارباب ذوق اس کی قدر کریں گے۔